"انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن کے تناظر میں گوتم بدھ کے مذہبی تعلیمات کا اسلامی تعلیمات کے ساتھ تقابلی جائزہ"

"The Comparative Studies of Gotham Buddha's Religious Injunctions and Islamic Injunctions in the light of Encyclopedia of Religion"

عبدالرحمٰن خان*

پروفیسر ڈاکٹر صاحب اسلام **

Abstract:

A religion is an organized collection of beliefs, cultural systems, and world views that relate humanly to an order of existence. There are many religions in the world. The study of religions emerged as a formal discipline during the 19th century, when the methods and approaches of history, philosophy, literary criticism, psychology, anthropology, sociology, economics, and other fields were brought to bear on the task of determining the history, origins, and functions of religion.

Since the 19th Century, encyclopedias have been written to explain world religions. Encyclopedia of Religion which consists of 15 volumes is one such encyclopedia. It was first published in 1987 which sought "to introduce educated, non-specialist readers with important ideas, practices, and persons in the religious experience of humankind from the ancient past to our days."

Encyclopedia of Religion is a comprehensive study of different religions, but it lacks critical analysis. The critical appreciation and analytical study of this voluminous book will benefit large circle of educated people who are still deprived from the realm of its knowledge.

For this purpose, an attempt has been made here to critically evaluate Encyclopedia of Religion (Volume 2) from page 977 to 1339 including topics from Blavatski to Butler Joseph.

---

* پی ایچ ڈی اسکالر، شیخ زید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی

** پروفیسر۔ شیخ زید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی

مذہب، عقائد، خیالات و نظریات، سماجی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی نظامِ حیات کا نام ہے۔ جو انسانوں کے لیے مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔ آج دنیا میں کئی سارے مذاہب رائج ہیں۔ ان مختلف مذاہب کی پہچان اور اُن کی وضاحت کے لیے انیسویں صدی سے دیگر دینی کتابوں سمیت انسائیکلوپیڈیا تحریر کرنے کی ابتداء ہوئی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن انہی میں سے ایک ہے۔ جس کی کل پندرہ جلدوں میں مختلف ادیان کا مطالعہ جامعیت کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کی معنی دائرۃ المعارف کے ہیں۔ یعنی علم کی وہ کتاب جو بہت ساری کتابوں میں لکھی جاتی ہے۔ اور اس میں کئی موضوعات زیرِ بحث ہوتے ہیں۔ عام طور پر ہر انسائیکلوپیڈیا یا موسوعہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے لکھی جاتی ہے۔ اسے قاموس المعارف کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا علم کا ذوق رکھنے والوں کی رہنمائی بھی کرتا ہے اور ان کے علمی ضروریات کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ فنی اور دینی اصلاحات کی وضاحت میں سند کا کام دیتی ہے۔ جس میں تعصب اور مبالغہ آرائی سے بالاتر ہو کر ہر موضوع کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ زیرِ بحث لایا جاتا ہے اور خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ عنوانات کا انتخاب اور وضاحت متوازن ہو اور کوئی موضوع بھی بغیر وضاحت کے نہ رہ جائے۔

اس جدید دور میں سائنس کی ترقی کی بدولت بین الاقوامی روابط پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔ اور الیکٹرانک میڈیا نے تو دُنیا کو ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیا ہے کہ دنیا ایک گاؤں کی مانند معلوم ہوتی ہے۔ ایسے میں ایک دوسرے کے مذاہب کے بارے میں علم حاصل کرنے کا رجحان بڑھ گیا ہے۔ یہ بات بھی عیاں ہے کہ مغرب میں تحقیق کا کام عروج پر ہونے کی وجہ سے ان کی تحریریں مشرق میں اس قدر مقبول ہیں کہ ان کے سائنسی اور دینی علوم پر لکھے گئے لٹریچر کو بڑے غور سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی مذہبی موضوع کو پرکھنے کے لیے انسائیکلوپیڈیا کی طرف نہ صرف رجوع کیا جاتا ہے بلکہ اس سے حوالہ دیا جاتا ہے۔ مگر تشویش کی بات یہ ہے کہ اُس کا تنقیدی جائزہ ابھی تک کسی نے نہیں کیا۔ اگر یہ قدم اُٹھایا گیا تو نہ صرف ہماری درسگاہوں میں مختلف مذاہب کے علوم میں مزید اضافہ ہو گا بلکہ ہمیں مغرب میں بھی اشاعت پذیر دینی سرمایہ سے فیض یابی حاصل ہوسکے گی۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اگرچہ دورِ حاضر کے جدید مذہبی موضوعات کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے لیکن اس میں بعض ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔ جن کا تنقدی جائزہ ازحد ضروری ہے۔ مثلاً صفحہ نمبر 986 پر درج ہے:

"When Cain murdered Abel, Abel's blood cried out for "vengeance, and Cain's descendants suffered as a result".

ترجمہ: "جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو ہابیل کا خون انتقام کے لیے پکارا اور اس کے نتیجے میں قابیل کی نسل (اولاد) مصائب سے دوچار ہوئی"۔

اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ قابیل کے قتل کی سزا اُس کی اولاد کو کاٹنا پڑے گی۔ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے جس کی تائید اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس فرمان سے ہو رہی ہے۔ ارشاد ہے:

"أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ "[1]

ترجمہ: یہ کہ بوجھ نہیں اُٹھائے گا بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے شخص کا بوجھ۔

اس آیت سے متعدد چیزوں کی وضاحت ہوتی ہے:

أ. ہر شخص اپنے اعمال کو خود ذمہ دار ہے۔

ب. ایک کی سزا دوسرے کو نہیں دی جاسکتی۔

ج. ایک آدمی چاہتے ہوئے بھی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔

شریعت انتقام نہیں بلکہ قصاص کا حکم دیت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ ٱلۡحُرُّ بِٱلۡحُرِّ وَٱلۡعَبۡدُ بِٱلۡعَبۡدِ وَٱلۡأُنثَىٰ بِٱلۡأُنثَىٰۚ"[2]

ترجمہ: اے ایماندارو! تم پر قصاص (بدلہ لینا) فرض کیا گیا ہے۔ قتل کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے میں عورت۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے مقتول کے بدلے میں قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس طرح صفحہ نمبر 982 پر درج ہے:

In Muslim sacrifices, the gift of meat is the price paid by the genuinely guilty".

مسلمانوں کے ذبیحے میں گوشت خیرات میں دینا حقیقی گناہگاروں کی طرف سے اُن کے گناہوں کی قیمت (کفارہ) ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے صحابہ کرامؓ اور سنت صالحین عمل پیرا ہوئے۔ جو قرآن و حدیث کے نصوص کے مطابق جنتی ہیں۔ اس لیے ہم انہیں گناہگار نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا اس کتاب میں اس بات کا ذکر کہ قربانی میں گوشت کا عطیہ (خیرات) انتہائی گناہگار لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف پاکستانیکا، انسائیکلوپیڈیا آف ریسرچ اینڈ ڈیزائن، اُردو دائرۃ المعارف ان کے علاوہ بھی بہت ساری انسائیکلوپیڈیا لکھی گئی ہیں۔

اگر تنقیدی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام واحد انسائیکلوپیڈیا ہے جس کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس دائرۃ المعارف میں مسلم اشخاص اور اسلامی موضوعات شامل ہیں۔"اس کو بیک وقت انگریزی اور جرمنی زبانوں میں تقریباً دس دھائیوں میں جو کہ 1913ء تا 1993ء تک مختلف ادوار میں شائع کیا گیا ہے۔"

عصرِ حاضر میں سائنسی ایجادات میں ترقی کی وجہ سے مغرب کی تحریروں کو عالمی سطح پر مقبولیت عامہ حاصل ہے۔ اس وجہ سے انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن کو بھی مستند مانا جاتا ہے۔ اس کے بعض عنوانات کا اُردو، ترکی اور عربی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے چار دہائیوں میں یعنی 1953ء سے لے کر 1993ء کے دوران اسے مختصر اُردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے نام سے اُردو میں شائع کیا۔

البتہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن کا تا حال تنقیدی جائزہ پیش کرنے کا کوئی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ اگرچہ مغرب میں اسے دینی مذاہب کے علوم کے حوالے سے انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لیے اس کا تنقیدی جائزہ پیش کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ راقم نے موجودہ مطالعے کے ذریعے انسائیکلوپیڈیا کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

گوتم بدھ کے معجزات

1. پیدا ہوتے ہی وہ سات قدم چلے اور انہوں نے مشیرانہ آواز میں کہا "میں سارے عالم کا مختار ومالک ہوں اور یہ میرا آخری جنم ہے"۔ جب انہیں پیدائش کے بعد مذہبی رسم کے مطابق پہلی بار مندر میں دیوتاؤں کے سامنے پیش کرنے کے لئے گئے تو سارے بت سروقد تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کے قدموں میں سجدے کے لئے گر پڑے۔ جب ان کی تعلیم کے لئے دور دور سے کامل اساتذہ بلائے گئے تو پہلے ہی دن انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ہر فن اور علم میں اپنے استادوں سے زیادہ ماہر اور اکمل ہیں۔ زندگی میں بھی اس طرح کے بہت سے معجزات بیان کئے جاتے ہیں، مثلاً وہ کئی بار ایک جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ چلے گئے، تخیل نے یہاں تک پرواز کی کہ تبلیغ کے چھٹے سال میں انہیں اڑا کر آسمان پر پہنچایا جہاں انہوں نے تشنہ دیولوک میں اپنی مردہ ماں کو شریعت کی تعلیم دی۔[3]

مرنے کے بعد جب ان کے ایک چیلے نے خواہش کی کہ کاش وہ ان کے قدموں کی ایک بار پھر زیارت

کرلیتا جن پر چکروتی راجاؤں کی علامات ونشانات موجود تھے تو گوتم کے پاؤں خود بخود کفن سے باہر نکل پڑے اور جب وہ انہیں آنکھوں سے لگا چکا تو پھر اس طرح کفن کے اندر چلے گئے کہ نہ تو کوئی گرہ کھلی اور نہ کہیں سے کفن پھٹا۔

ان کے عقیدت مندوں نے اپنے ملک کی برتری ظاہر کرنے کے لئے گوتم کے سوانح میں ایسے متعدد واقعات بیان کیے ہیں جو خلافِ عقل تو ہیں ہی لیکن تاریخ میں بھی ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ مثلاً لنکا والوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھاہے کہ گوتم تین بار لنکا تشریف لائے اور ان کے دانت لنکا میں دفن ہیں۔ ان کا قول ہے کہ گوتم کے جلائے جانے کے بعد ارہات کتم ان کے دانت چتا سے نکال لے گئے اور انہوں نے ان مقدس یاد گاروں کو لنکا پہنچا دیا۔ برما اور سیام والے بھی اپنے اپنے ملکوں کے بارے میں اسی طرح کے واقعات اور یاد گاروں کے مدعی ہیں، فرقے والوں نے، جو تبت، نیپال چین، جاپان، منگولیا وغیرہ میں پائے جاتے ہیں اس مذہب کو ایسا جامہ پہنایا ہے جس نے اسے ہنیان فرقے والے یعنی لنکا اور برما کے بودھوں کے اعتقادات سے بالکل ہی الگ چیز بنا دیا ہے۔

جنگی فنون

راویان بودھ مذہب کا بیان ہے کہ جب گوتم جوان ہوئے تو انہوں نے اس زمانے کے ان تمام علم وفنون کو حاصل کرنا ترک کر دیا جن کا شہزادے کے لیے جاننا ضروری تھا اور اپنا سارا وقت مہ جبیں یشودھرا کی پرستاری حسن میں صرف کرنے لگے۔ وہ اندرون محل کی رنگ رلیوں میں اس طرح محو ہو گئے کہ انہوں نے باہر آنا جانا ترک کر دیا۔ یہ بات خاندان کے مردوں کو بہت بری لگی اور وہ راجا شدودھن کے پاس شکایت لے کر پہنچے کہ "اگر صاحب زادے کے یہی ڈھنگ رہے تو ہم پر راج کر چکے" جب اس شکایت کی خبر گوتم کے کانوں تک پہنچی تو انہوں نے ایک دن اپنے تمام ہنر دکھانے کے لیے مقرر کیا اور ڈھنڈورا پٹوا دیا گیا کہ شہزادے سے جس فن میں جس کا جی چاہے اس دن آکر مقابلہ کرلے چنانچہ لوگ جوق در جوق آئے اور شہزادے سے مقابلے کئے لیکن ہونے والے بدھ س وقت کے تمام سپاہیانہ ہنروں میں جن کی تعداد 16 یا 18 بتائی جاتی ہے سب سے بازی لے گئے اور سب کو مان لینا پڑا کہ راج میں وہ سب سے سورما اور جواں مرد ہیں۔

اس واقعے کے بعد 29 سال تک کی زندگی کے متعلق زیادہ معلومات نہیں ہیں اس سال سے گوتم میں وہ ذہنی انقلاب رونماء ہوا جس نے ان کی ساری زندگی بدل دی۔ عقیدت مندوں کا بیان ہے کہ اس سال ایک دیوی ان کے سامنے چار بھیس بدل کر آئی۔ پہلے ایک بوڑھے کسان کی صورت میں، پھر ایک مریض کی

شکل میں، تیسری بار ایک سڑی لاش کی حیثیت سے اور چوتھی بار ایک سادھو کے قالب میں۔

بودھ مذہب کے ماننے والوں کا یہ بیان انتہائی عجیب لگتا ہے کہ اس وقت تک گوتم نے یہ چیزیں دیکھی نہ تھیں۔ اور اب بھی جو نظر آئیں تو سوائے ان کے اور ان کے مصاحب خاص چنا کے کسی نے نہ دیکھا۔

ظاہر ہے کہ آج کل کی دنیا میں وہ لوگ جو دیوی دیوتاؤں پر یقین نہیں رکھتے وہ ان تمام بیانات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن ان بیانات سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ گوتم محل میں رنگ رلیوں میں سارا وقت نہیں صرف کر رہے تھے بلکہ انہیں زندگی اور اس کے مسائل کے حل کے بارے میں خاص فکر تھی اور اپنے مصاحب چنا سے ان امور پر بحث کیا کرتے تھے۔ بہت ممکن ہے کہ اسی سلسلے میں انہوں نے کسی شخص کسی مریض یا ضعیف، یا مردے کو دیکھ لیا ہو اور اس سے زندگی کی تلخ حقیقت کا رنگ اور زیادہ گہرا ہو گیا ہو۔ اتفاق سے یہ زمانہ وہ تھا جب ان کی بیوی حمل سے تھی اور خود گوتم کے گھر میں ایک نئی زندگی کا آغاز ہونے والا تھا۔ بہر حال زندگی اور اس کے مسائل کے حل کی طرف ان کی توجہ کا مبذول ہو جانا ایک فطری سی بات ہے۔ پھر عنفوان کی شادی اور جوانی کی گرمیوں کے ٹھنڈا پڑ جانے کے بعد متانت کا بڑھ جانا اور تفکر کا زیادہ ہو جانا یقینی ہے، غرض وہ سوچ رہے تھے کہ کیا کیا جائے کہ ایک تارک الدنیا جوگی سے بھی ملاقات اور گفتگو کی نوبت آگئی۔ اس طرح کے بزرگ سے سوائے اس کے اور کیا امید کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے گوتم پر دنیا کی بے ثباتی ظاہر کی ہوگی سے مایا کا جال بتایا ہوگا۔ یہی ترغیب دی ہوگی کہ وہ ان بندھنوں کو توڑ کر کہیں جنگلوں میں جا کر تپسیا کریں اور ابدی مسرت حاصل کرنے کو شش کریں۔

ترک دنیا

اسی شب بارہ بجے گوتم نے چنا کو رتھ تیار کرنے کا حکم دیا، اور بیوی اور بچوں پر الوداعی نظر ڈالنے کے لیے اپنے کمرے میں گئے۔ دونوں میٹھی نیند میں تھے۔ جی چاہا کہ پارہ جگر کو آغوش مادر سے اٹھا کر اپنے کلیجے میں بھر لیں، لیکن پائے استقلال میں لغزش کے ڈر سے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو روک دیا، اور دونوں محبوبوں پر حسرت بھری نظر ڈال کر دولت و ثروت، جاہ و حشمت، تخت و تاج کو ٹھوکر مار کر محل سے باہر نکل گئے۔

وہاں چنا رتھ کے ساتھ موجود تھا۔ بس سمندن بادپا کو تیز بھگاتے ہوئے اپنی ریاست پار کی، اور سسرال کے راج کی آخری حدود سے باہر نکل کر انوماندی کے کنارے آکر رکے۔ وہاں انہوں نے سارے جواہرات اور شاہی کپڑے اتار کر چنا کے حوالے کیے کہ انہیں رتھ کے ساتھ واپس لے جائے۔ اس وفادار نے سمجھانے کی کوشش کی، مگر ان کے تو دل کو لگی تھی، وہ بھلا کہاں سماعت کرنے والے تھے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اچھا

تو مجھ ہی کو پہلا چیلا بنا یئے مگر انہوں نے نہ مانا۔ پتا کو اطلاع دینا ضروری تھا، وہ چنا کو گئے بنا ممکن نہ تھا۔ مجبورا" اسے تعمیل حکم کا وعدہ کرنا ہی پڑا انہوں نے اپنے لمبے بال کاٹ ڈالے اور ایک راہر وسے کپڑے بدل کر، چنا کو چھوڑ کر راج گڑھ کی گھاٹیوں کی طرف چل دیے۔

نکل گھر سے راہ اس نے جنگل کی لی — نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی

روحانی بے اطمینانی

شاگردوں کے جانے کے بعد گوتم حد درجہ دماغی ہیجان اور روحانی بے اطمینانی میں گر کر رہے۔ ان کی اس کیفیت کو بدمت مذہب کی کتابیں روشنی اور تاریکی کی طاقتوں کے مقابلے کی صورت میں پیش کرتی ہیں۔

روایت ہے کہ "جب نجات دہندہ عالم اور شہزادہ خبائث کے درمیان جنگ چھڑی تو ہزاروں خوفناک ستارے ٹوٹ کر گرے۔ بادل گرائے اور تاریکی پھیل گئی۔ سمندر زلزلوں کے جھٹکوں کی وجہ سے بلند ہو گیا، دریاؤں کا دھارا مخزنوں کی طرف پلٹ گیا، پہاڑوں کی وہ چوٹیاں جن پر لاتعداد درخت صدیوں سے اگ رہے تھے پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ایک طوفان عظیم نے سارے عالم میں طلا طم برپا کیا۔ تصادم کا شور آفت خیز اٹھا خود سورج نے اپنے کو بھیانک تاریکی میں چھپالیا اور بے سر کے بھتوں کی کثرت سے فضا مکدر ہو گئی۔

ان مبالغہ آمیزیوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے یہ ماننا پڑے گا کہ گوتم نے جب تپسیا اور جسم آزادی کے ذریعے گوہر مراد نہ پایا اور انہیں وہ اطمینان قلب نہ نصیب ہوا جس کی تلاش میں انہوں نے تخت و تاج اور بیوی بچہ چھوڑا تھا تو وہ حد درجہ مایوس اور شکستہ دل ہوئے اور فطری طور پر ان کا جی چاہا ہو گا کہ رواقیت (Epicurianism) کی جگہ لذتیت (Stokism) پر عمل کریں اور ان کے قلب وہ دماغ میں ایک ہنگامہ سابرپا رہا ہو گا۔ اس کیفیت کو بے وفا شاگردوں کے چھوڑنے نے اور بڑھادیا ہو گا۔ بہر حال وہ حد درجہ پریشان مضطرب رہے اور اس دن یا دو ایک روز بعد نرنجار اندی کے ساحل کی طرف چل پڑے۔ دن کا کھانا پاس کے گاؤں کی ایک لڑکی نے جس کا نام سنجاتا تھا انہیں لا کر دیا، وہ ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور کھانے کے بعد بھی وہیں بیٹھے غور کرتے رہے۔

دماغی ہیجان اور روحانی کشمکش برابر جاری رہی، یہاں تک کہ دن ڈھلا اور آفتاب غروب ہونے لگا۔ دفعتہً سورج کی آخری کرنوں کے ساتھ ساتھ گوتم کے ذہن میں ایک چمک سی پید ہوئی اور انہوں نے باطن کے اس اجالے میں وہ حل پالیا جس کی جستجو میں وہ اتنے دنوں سے مصائب و آزاد جھیل رہے تھے۔ انہیں معلوم ہوا کہ جیسے ان سے کوئی کہہ رہا ہے کہ صرف صفائے باطن اور محبت خلق ہی میں فلاح ابدی کا راز مضمر ہے اور

انسانی تکالیف سے چھٹکارا پانے کے یہی دونوں ذریعے ہیں۔ اسی نوری کیفیت اور ارتقاء یا انکشاف کے بعد وہ بدھ یا روشن ضمیر کہلانے لگے اور یہ درخت بودھی پیڑ کہہ لایا جانے لگا۔

اس کے بعد کی حالت گوتم کے الفاظ میں یوں بیان کی گئی ہے "جب میں نے یہ جان لیا تو میری روح خواہش کی برائیوں سے دنیاوی زندگی کی آلائش سے اور غلطی و جہالت کے مسائل سے آزاد ہو گئی تو اس آزاد کو اپنی آزادی کا علم ہوا۔ دوبارہ جنم لینے سے چھٹکارہ مل گیا۔ مقدس دور ختم ہو گیا اور فرض پورا ہوا۔ میں اس دنیا میں پھر نہ آؤں گا یہ میں نے جان لیا۔[4]

اب گوتم کے سامنے یہ سوال تھا کہ وہ اس حل کو اپنے تک ہی محدود رکھیں یا ایک پیغام کی صورت میں سارے عالم کو پہنچائیں۔ وہ جانتے تھے کہ "آریہ ورت" میں برہمنوں کا بڑا اثر ہے اور انہی کے نظریات مقبول عام ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ انہوں نے جسم آزادی اور تپسیا کو ترک کر کے عوام میں خود کو مطعون اور بدنام کر لیا ہے۔ وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ان کا اپنے مشن میں کامیاب ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ ان کے دل میں جو محبت عالم لہریں لے رہی تھی اس نے گوشہ عافیت میں بیٹھنے کی سختی سے مخالفت کی اور وہ یہ ارادہ کر کے اٹھ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنا حل، اپنا نظریہ دنیا کے فائدے کے لیے ضرور پیش کریں گے، تا کہ ان کی طرح ہر ایک کو بار بار جنم لینے سے چھٹکارہ ملے اور ہر ایک ابدی سکون وراحت حاصل کرے۔

غرض کہ ان کے اس مشن نے انہیں متحرک کر دیا اور وہ اس کی اشاعت کے لیے چل کھڑے ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ سب سے پہلے وہ اپنا پیغام اپنے استادوں الارہ اور ادرک کو پہنچائیں گے لیکن ان کی کٹیوں پر پہنچ کر معلوم ہوا وہ اس دنیا سے سدھار چکے ہیں۔ اب انہوں نے اپنے بے وفا چیلوں کی طرف رخ کیا جو بنارس میں تھے۔ ان کی یہاں راہ میں جاتے ہوئے ایک جانے پہچانے برہمن اوپک سے ملاقات ہوئی اس نے جب بدھ کا خوشی سے چمکتا ہوا چہرہ دیکھا تو پوچھا "خوش خوش کہاں جا رہے ہو" بدھ نے جواب دیا "میں اعلیٰ ترین قانون کا پہیہ چلانے جا رہا ہوں برہمن بدھ کے اس جواب سے زیادہ خوش نہ ہوا کیونکہ وہ جب تپ کا قائل تھا اور بدھ کو اس لحاظ سے بد مذہب خیال کرتا تھا۔ لیکن گوتم نے اس کی بات کا کوئی اثر نہ لیا اور آگے بڑھ گئے۔ چنانچہ روشن ضمیری کے دو ماہ بعد، ایک دن غروب آفتاب کے وقت، بنارس سے تین میل شمال میں مگاویہ کے مقام پر پہنچے۔ یہاں اس وقت ایک دشت غزالاں تھا اور یہیں ان کے بے وفا چیلے مقیم تھے۔

سست عقیدہ شاگرد استاد کو آتا دیکھ کر تعظیم کے لیے نہ اٹھے اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ بد مذہب کو بھی نہ کہا جائے۔ گوتم نے ان کے انداز سے محسوس کر لیا کہ وہ ان لوگوں کی نظروں میں تپسیا ترک کرنے کی وجہ سے قابل احترام نہیں رہے اس لیے ان سے مخاطب ہو کر کہا " تم لوگ اب تک موت کے پھندے سے نہیں چھوٹے ہو اور مصائب و تکالیف نے تمھارا ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ لیکن میں نے ایک ایسا راستہ پا لیا ہے کہ

اب سارے عالم کی رہائی کر سکتا ہوں۔

ان کج اعتقادوں کو یقین نہ آتا تھا۔ گوتم نے اسی وقت ان کو اپنا پورا نظریہ سمجھایا۔ جس طرح بدھ نے یہ نیا مذہب ان چیلوں کو اپنے سب سے پہلے وعظوں میں سمجھایا تھا، " دھم کوتی پوتن سوت " میں موجود ہے اور ان کا انگریزی ترجمہ رائیس ڈیوڈس نے Buddist Suttras کے نام سے کیا ہے۔ ان کی تفصیلی بحث بدھ کی تعلیمات کے سلسلے میں آئے گی۔ لیکن تسلسل داستان کے لیے ان کا لب لباب منشی امیر احمد علوی صاحب کی بے مثل اردو میں سن لیجئے۔ [5]

خلاصہ وعظ

جو چیز جسم رکھتی ہے وہ مادے سے بنی ہے۔ مادہ غیر مستقل اور فانی ہے، اس لیے ہر جسم رکھنے والی چیز میں فنا کے جراثیم موجود ہیں۔ انسان حیات جسمانی رکھتا ہے۔ اور اس کو فنا سے چارہ نہیں ہے۔ غم، کمزوری، بیماری اور موت فنا کے مدارج ہیں۔ جب تک ناپاک خواہشیں باقی ہیں۔ حرص، فکر اور آرزو کا ساتھ رہے گا یعنی غم اور کمزوری نصیب ہو گی۔ جسم کو تکلیف پہنچا کر خواہش کو ختم کرنے کی کوشش خطرناک ہے، کیونکہ اس سعی میں اگر زندگی ختم ہو گئی تو موت اضطراری ہو گی اور آواگون سے نجات نہ ملے گی۔

جو چیز انسان کا تعلق مادی دنیا سے رکھتی ہے وہ دل کی برائی ہے، جب تک دل میں ذرہ برابر بدی باقی رہے گی دنیا کا علاقہ قطع نہ ہو گا۔ دل کی بدی کے ساتھ نیک اعمال فائدہ بخش نہیں کیونکہ نیکی کا ثمرہ ملے گا مگر بدی کی جزا میں دوبارہ زندگی اور موت کی مصیبت جھیلنا ہو گی۔ اور اس جنم میں معلوم نہیں نیکی کی توفیق ہو یا نہ ہو، اس لیے بغیر جسم کو تکلیف پہنچائے خواہشوں کو دور کرنا اور دل کو تمام عیبوں سے صاف کرنا نجات کے لیے ضروری ہے۔ ہر ایک خواہش کا ہلاک کرنا لازمی ہے۔ عدم وجود کی خواہش بھی اتنی ہی خطرناک ہے جتنی کہ وجود کی۔ لہٰذا نیک اعتقاد، نیک نیت، نیک قول، نیک فعل، نیک زندگی، نیک کوشش، نیک خیال اور نیک مراقبے سے نروان حاصل کرنا چاہیے یعنی تمام قوائے بدنیہ بے حس کردی جائیں اور زندگی موت کی مترادف بنالی جائے۔

مندرجہ بالا آٹھ نیکیوں کو عمل میں لانے اور بام نروان تک رسائی حاصل کرنے کے لیے چار زینے ہیں۔ پہلی سیڑھی دل کی بیداری ہے۔ یعنی غم اور شادی کا راز دریافت کرنے کی طلب۔ جب تلاش حق میں مرشد کامل تک رسائی ہو گئی تو یہ درجہ طے ہو گیا۔ دوسری سیڑھی ناپاک شہوات کو ترک کرنا اور عوض لینے کا خیال دل سے نکال ڈالنا ہے۔ جب اس عہد پر ثابت قدم ہوا تو دوسرا زینہ بھی طے ہو گیا۔ تیسری سیڑھی جہالت، شک وغصہ، حرص اور تمام کمینہ خصلتوں کو دور کرنا ہے۔ جب ان نقائص سے پاک ہوا تو لوح دل صاف ہوئی اور تیسرا درجہ حاصل ہو گیا۔ آخری سیڑھی عشق و محبت کا سینہ بے کینہ پر نقش کرنا ہے۔ جس طرح

ماں اپنی جان خطرے میں ڈال کر اپنے اکلوتے بچے کی نگرانی اور نگہبانی کرتی ہے اسی طرح طالب نجات کو ہر جاندار پر اپنی جان نثار کرنے کو تیار ہو جانا چاہیے۔ جس دشمن کو پہلے مغلوب کرنا چاہیے وہ خواہش نفسانی ہے اور آخری مہم عالم گیر عشق والفت کا سونے جاگتے دھیان رکھنا ہے۔ نہ قربانی کی ضرورت نہ برہمنوں کی امداد کی، ہر انسان کی نجات خود اس کے ہاتھوں میں ہے۔

پانچ دن تک یہ واعظ جاری رہا، چیلوں کے شکوک رفع ہوئے۔ وہ گوتم پر ایمان لائے اور انہوں نے حلقہ عقیدت باقاعدہ شرکت کی خواہش کی۔ بدھ گھوش نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ ایک چھوٹی سی رسم ادا کی گئی اور وہ باقاعدہ سنگھ (انجمن) میں داخل کر لیے گئے۔ اسی دن سے سنگھ قائم ہوا اور اس میں داخلے کے وقت ہر ایک کو کہنا پڑتا ہے کہ میں بدھ میں پناہ لیتا ہوں، میں شریعت میں پناہ لیتا ہوں، میں سنگھ میں پناہ لیتی ہوں۔

گوتم نے اس دشت غزالاں مین تین ماہ قیام کیا اور ان کی روزانہ زندگی بدھ نے اپنی تفسیر میں یوں بیان کی ہے۔ گوتم نے الہامی کتابوں میں سے تین کا ذکر کیا ہے۔ چوتھے کتاب اتھر وید کا ذکر نہیں کیا ہے۔[6]

تنقیدی جائزہ

گوتم بدھ کے طرزِ عمل اور اسلام میں اختلاف

بدھ مت کا طریقہ غیر فطری ہے۔ اور اسلام کا طریقہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ تمام مذاہب عالم میں صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو جذباتِ انسانی کو قدر و منزلت سے دیکھتا ہے۔ اور ان کی صحیح رنگ میں آبیاری کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ذرائع جو اسلام نے نجات حاصل کرنے کے لیے بتائے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے شرک سے اجتناب کیا جائے۔ اور ہر کام میں اُسی کو مقدم سمجھا جائے۔ اور اُسی کی رضا مقصود ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ میں اپنے آپ کو رنگ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ جو انسان غیر اللہ کا سہارا ڈھونڈ تا ہے۔ وہ کبھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو تمثیل کے رنگ میں قرآن مجید میں فرمایا ہے:

"لَهُۥ دَعۡوَةُ ٱلۡحَقِّۚ وَٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسۡتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيۡءٍ إِلَّا كَبَٰسِطِ كَفَّيۡهِ إِلَى ٱلۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَٰلِغِهِۦۚ وَمَا دُعَآءُ ٱلۡكَٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَٰلٖ"[7]

ترجمہ: "یعنی دعا کرنے کے لائق صرف خدا ہی ہے۔ جو اُس کے غیروں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی پانی کی طرف اپنا ہاتھ پھیلائے تا کہ پانی اُس کے منہ تک پہنچ

جائے۔ لیکن پانی اُس کے منہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو خدا کے سوا غیر کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کو کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتے"۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے احسان پر اطلاع: اللہ تعالیٰ کے احسان پر اطلاع پانے سے بھی انسان منزلِ حقیقی تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ محبت کی محرک دو چیزیں ہیں۔ حسن اور احسان۔ اللہ تعالیٰ نے احسانی صفات قرآن مجید میں فرمائی ہے۔ جن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں ہے۔ سورۃ فاتحہ کے آغاز میں چار احسانی صفات بیان کی ہے۔ ربوبیت، رحمانیت، رحمیت اور مالکیت۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے احسانات بار بار جتائے ہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

"وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَغَفُورٞ رَّحِيمٞ"[8]

ترجمہ: یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم ہر گز شمار نہیں کر سکوں گے۔

3۔ دعا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

" ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ"[9] ترجمہ: تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔

روحانی انعامات حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ دعا ہے۔ اور دعا اُس وقت کارگر ثابت ہوتی ہے جب انسان اپنی زندگی اور اپنی تمام قوتوں کو اللہ کے راستے میں وقف کر دیتا ہے۔ اور قرآن مجید کی اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے۔

" قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ"[10]

ترجمہ: کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔

اسلامی نقطہ نگاہ سے دعا کرنا اپنے اوپر ایک موت وارد کرنا ہوتا ہے۔ جب انسان کی عرضی خواہشات اللہ کی محبت کی آگ سے بھسم ہو جاتی ہیں اور انسان کی روح آستانہ الوہیت پر پانی طرح بہہ نکلتی ہے جب انسان پر یہ حالت وارد ہو جاتی ہے تو وہ اس وقت نروان اور نجات مستحکم چٹان پر کھڑا ہوتا ہے۔ شیطان اس آدمی کو گناہوں کے راستے پر چلانے سے بالکل مایوس ہو جاتا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں استغفار اور توبہ کرنے کے متعلق بہت تاکید کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

" فَٱعۡلَمۡ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِۗ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوَىٰكُمۡ"[11] یعنی خدا سے درخواست کہ وہ تجھے بشریت کی کمزوری سے محفوظ رکھے۔ اس طرح مومن مرد اور مومن عورتوں کو بھی محفوظ رکھے۔ دوسری جگہ آتا ہے" وَأَنِ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوبُوٓاْ إِلَيۡهِ "[12] یعنی تم اپنے رب سے استغفار کرو اور اسی کی طرف رجوع کرو۔

استغفار اور توبہ دو ایسی شمعیں ہیں جن کی روشنی سے انسان اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں پر آسانی سے چل سکتا ہے۔

5۔ راست بازوں کی صحبت: قرآن مجید میں آتا ہے۔" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ "[13] یعنی اُن لوگوں کی صحبت معیت اختیار کرو جو اپنے قول اور فعل میں صادق ہیں۔ جب انسان نیک اور راست بازوں کی صحبت اختیار کرے گا لازماً وہ کامیاب ہو گا۔

6۔ حلال وطیب: خوراک کا انسان کے اخلاق پر نہایت ہی گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے قرآن مجید نے حلال، طیب، مکروہ اور حرام کے متعلق احکام بیان کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن تمام چیزوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے جو انسان کی روحانی زندگی کے لیے پیغامِ موت ہے۔ مثلاً اسلام نے سور کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ جانور نجاست خور اور حد درجہ کا بے غیرت ہے۔ قرآن مجید میں حلال اور طیب کھانے کے متعلق ارشاد الٰہی ہے" يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُواْ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعۡمَلُواْ صَٰلِحًاۖ إِنِّي بِمَا تَعۡمَلُونَ عَلِيمٞ "[14] اے رسولوں پاک اشیاء کھاؤ اور نیک اعمال بجالاؤ۔

قرآن مجید کا طرزِ استدلال یہ ہے کہ نبیوں کو مخاطب کیا جاتا ہے اور مراد سب متبع ہوتے ہیں۔ اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ حلال اور طیب اشیاء کھاؤ اس کے بعد نیک اعمال کے بجالانے کا حکم ہے۔ طیب کھانے اور نیک اعمال کو اکھٹا بیان کر کے یہ اشارہ کیا ہے کہ طیب کھانے کے نتیجے میں نیک اور اچھے اور اعمال بجالانے کی توفیق ملتی ہے۔

اگر اسلام اور بدھ مت کا معاشرتی زندگی کا نظام دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تو کوئی بھی بدھ مت کی تعلیم کو پسندیدہ نگاہ سے نہ دیکھے اور نہ کوئی گوتم بدھ کے نقشِ قدم چل سکے گا۔

خلاصہ بحث وتجاویز

ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ

ترجمہ: آج کے دن میں تمھارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے دین پسند کیا۔

1۔ جہاں کہیں بھی مذہب پر بحث ہو تو انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن کو مستند مانا جاتا ہے۔ اگر چہ یہ انسائیکلوپیڈیا عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید مذہبی معلومات پر مشتمل ہے۔ تاہم اس کے مندرجات علمی و تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی کئی مباحث ہیں جو کہ قابلِ مواخذہ ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ کتابیں اور تحریریں جو عقائدِ باطلہ کی سرپرستی اور ان کی تقلید کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ اہل علم کے نزدیک

اُن میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ دراصل اِن کے قائیلین و مصنفین ایسے نظریات کے ماننے والے ہوتے ہیں کہ اِن کو سچائی پر مبنی اور مثبت دلائیل اور حقیقت سوچ و پکار اور ان کا مؤقف سیدھی راہ سے جدا ہوتا ہے اور ایسی حقیقت کا علم ہوتا بھی ہے تو وہ اِس سے انکاری ہوتے ہیں۔ پھر اسلامی مذاہب میں انسائیکلوپیڈیا نے افریقی اور امریکی مذاہب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ افریقہ میں رہائش پذیر بعض قومیں اسلام کے علاوہ اور مذاہب میں خدا کے وجود سے ہی انکاری ہیں۔ بعض کے ہاں سحر کا اس قدر غلبہ ہے کہ خُدا کی ہستی کے عقیدے کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح بعض جانوروں کو مقدس سمجھتے ہیں۔ تو بعض درختوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ کے کچھ لوگوں میں مختلف خداؤں کا تصور پایا جاتا ہے۔ جن کی صفات ایک دوسرے سے جدا ہیں۔

2۔ مذاہب کے اعتبار سے انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن کی اہمیت کافی زیادہ ہے۔ حالانکہ دین اسلام کے اعتبار سے جن اہم باتوں کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے تو اس میں لکھنے والے کے باطنی عقائد اور افکار کا اس کی تحریر میں کافی غلبہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ مضامین میں مستند اسناد کے حوالوں سے چشم پوشی کی گئی ہے۔

3۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن میں وہ چیدہ چیدہ غیر اسلامی مذاہب جو اسلامی افکار کو متاثر کر رہے ہیں اُن پر علمی و تنقیدی بحث کی گئی ہے۔ تاکہ دین اسلام کی حقانیت ثابت ہونے میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ وہ مذاہب مندرجہ ذیل ہیں۔ یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، کنفیوشس مت۔

4۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے وہ باطل عقائد اور افکار جنہیں اسلامی دلائل منصوصہ قرآن وسنت وغیرہ نے باطل اور رد کیا ہے مگر غیر مسلم مذاہب میں انہیں ایک مقام حاصل ہے۔ اور انکے پیروکار من گھڑت آراء کی بنا پر باطل عقائد پر قائم ہیں۔ اور اِن مذاہب کی اشاعت اور ترقی کے لیے تصانیف لکھتے رہتے ہیں۔ قرآن وسنت ایسے باطل عقائد کی تردید کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَٰمِ دِينٗا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ "

اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اُس کا دین قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

جن افکار کی بناء پر غیر مسلم مذاہب دین اسلام کے سچے نظریات کو ماننے سے انکاری ہیں اِن کا ازالہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت کریمہ نازل فرمائی اور احادیث نبویہ ﷺ میں مضبوط دلائل موجود ہیں۔ اور آخری پیغمبر ﷺ خدا کی تعلیمات (احادیث نبوی ﷺ) موجود ہیں۔ اسلام کے احکامات اور تعلیمات کی رو سے حکماء اسلام اور علمائے دین نے بھی عقلی دلائل اور باطل عقائد کی تردید کی ہے۔

نتائج

1. دینِ اسلام کے اعتبار سے جن اہم باتوں کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے تو اس میں لکھنے والے کے باطنی عقائد وافکار کا اسکی تحریر میں کافی غلبہ نظر آتا ہے۔
2. دینِ اسلام کے حوالے سے اہم مضامین کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں مستند اسناد کے حوالوں سے چشم پوشی کی گئی ہے۔
3. اس کتاب میں برہما بدھ مت کو انتہائی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جبکہ دینِ اسلام کا ذکر انتہائی مختصر ہے۔
4. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن کے محققین پر یہودیت کا غلبہ نمایاں ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام کے حوالے سے جن اہم شخصیات اور واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں یہودیت کی تعلیمات کا اثر پایا جاتا ہے۔
5. انسائیکلوپیڈیا میں مختلف مذاہب کے اہم شخصیات اور واقعات مذکور ہیں۔ راقم نے صرف اُن شخصیات اور واقعات پر تنقیدی نقطہ نظر سے تفصیلی بحث کی ہے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہوں۔

حواشی

---

[1] سورۃ النجم، آیت 38۔

[2] سورۃ البقرہ، آیت 178۔

[3] احمدؐ کی زندگی اور شخصیت، مصنف گروپ کیپٹن ریٹائرڈ عبد الوحید خان، 2017ء، 36/A، ساؤتھ سنٹرال ایونیو فیز 2، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی، ص 29۔

[4] بھگوان گوتم بدھ "ہندی"، مصنفہ جناب بودھانند جی اور پنڈت چندر کا پرشاد جی۔

[5] بدھ مت، ھنر مکڈ آرنلڈ، ص 164۔

[6] ایڈورڈ جے تھامس، بودھی اذکار کی تاریخ، ص 82۔

[7] سورۃ الرعد، 14۔

[8] سورۃ النحل، 18۔

[9] سورۃ المومن، آیت 60۔

[10] سورۃ الانعام، 162۔

[11] سورۃ محمد، آیت 19۔

[12] سورۃ ھود، آیت 3۔

[13] سورۃ التوبہ، آیت 119۔

[14] سورۃ المومنون، آیت، 51۔